رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر میر محمد اسحٰق

بدر

قادیان

ہفت روزہ

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۳۶ء | نمبر ۴۵

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کی صحت خدا کے فضل سے قابل حمد ہے۔ الحمد للہ

(۲) قبلہ نواب محمد علی خان صاحب مدظلہ مالیر کوٹلہ سے معہ اہل و عیال دارالامان میں تشریف لے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو آمین

(۳) میٹرک کے امتحان طلباء کے ابھی ختم نہیں ہوئے۔ طالبات کے جمعہ کے روز ختم ہو گئے احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(۴) قابل توجہ امراء جماعت و پریذیڈنٹ و سکرٹری صاحبان وصایا

موصیوں کے تقویٰ و طہارت کے متعلق وقتاً فوقتاً دفتر مقبرہ بہشتی میں اطلاع دیتے رہیں تاکہ دفتر ہذا تازہ حالات سے مطلع رہے۔

(سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیولاجیکل سروے آف انڈیا کی ضرورت

مندرجہ بالا اسامی کیلئے عمدہ تعلیمیافتہ امیدوار جو لاجیکل کا ڈگری یافتہ ہو یا انڈین سکول آف مائنز کا جیولاجیکل ڈپلومہ یافتہ ہو امیدوار جسے کانوں کے کام کا تجربہ ہو ترجیح کے لائق ہوگا فرنچ اور جرمن جاننے والا ہو تو بہتر ہے جسمانی صحت عمدہ ہو کہ سفر کی تکلیف برداشت کر سکے۔ ہندوستان کا باشندہ ہو۔ عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔ لیکن اگر پہلے جیولاجیکل سروے میں ملازم ہے تو عمر کی قید نہیں۔ اسامی مستقل اور پنشن والی ہے۔

سے چار ہفتہ تک منتخب شدہ امیدوار کا عملی امتحان لیا جائیگا۔ موزون ثابت ہونے پر ۳۰۰ سے ۳۲۵ روپیہ ماہوار پر دو سال کے لئے امتحاناً اور بعد ازاں مستقل ۳۵۰-۲۵-۴۰۰-۶۰۰-۸۰۰-۵۰ ۹۵۰ روپیہ پر لگ جائیگا۔

مسلمان اگر ان صفات والا مل سکا اور پبلک سروس کمشن کی فہرست پر ہوا۔ تو اسے گورنمنٹ کو ترجیح دینے کا حق ہوگا۔

آخری تاریخ عرضیاں پہنچنے کی ۹ اپریل ۱۹۳۶ء ہے۔ فارم درخواست و دیگر حالات سکرٹری پبلک سروس کمشن دہلی سے مفت مل سکتے ہیں۔

غور کا وقت

عدل و انصاف کا تھا عہد نہ یہ جور کا وقت
خوش نصیبوں کو ملا کرتا ہے اس طور کا وقت
غور کر غور کہ ہے تیرے یہی غور کا وقت
"وقت تھا وقتِ مسیحاؑ نہ کسی اور کا وقت"
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"

(حسن رھناسی)

فاروق کی اپیل پر اب صاد کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ ✻ قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ مارچ ۳۶ء ✻ نمبر ۴۵

مخالفین سلسلہ کے ایک مشترکہ اعتراض کا جواب

بعض جہالت کے مجسمے حماقت کے پتلے و بروز شیاطین عدو مبین مدعیان علم و عقل خواہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اندرونی مخالف ہوں یا بیرونی معاند ہمیشہ یہ ایک احمقانہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کہ

"مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے نبوت و رسالت کا جو بیج بویا تھا۔ وہ خوب پھل لا رہا ہے۔ اور تو اور خود قادیان میں ہی کئی نبی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اگرچہ بیرونجات میں کئی اشخاص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن قادیانی نبی سب سے بڑھ کر قدم مارتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک قادیانی رسول میاں احمد نور صاحب نے اعلان کیا ہے۔ کہ خدا نے میرے ذریعہ کہدیا ہے کہ آئندہ مسلمانوں کا کلمہ یہ ہونا چاہیئے۔

"لا الٰہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ"

اب ایک اور قادیانی نبی مسٹر مہر دین نے جو اپنے آپ کو سلطان القلم لکھتے ہیں۔ مسٹر احمد نور سے بھی بڑھ کر قدم مارا ہے"۔

(آریہ مسافر مورخہ ۱۵ مارچ ۳۶ء صفحہ ۴ کالم ۲)

اس قسم کا اعتراض احرار الاشرار اہلحدیث امرتسری۔ دیگر غیر احمدی مولوی ملانے۔ ہندو رسکھ آریہ وغیرہ سب ملۃ الواحدہ والے کرتے رہتے ہیں۔ غیر مسلم معترض تو انتہائی حد تک الٰہیات اور سنت اللہ سے نابلد محض اور سچائی و صداقت سے بے نصیب ہیں۔ اس لئے ان پر تو کوئی افسوس نہیں۔ لیکن یہ مدعیان اسلام جو قرآن و حدیث سے واقف کہلاتے ہوئے اس قسم کا اعتراض کریں تو ان کے لئے باعث شرم اور موجب ذلت ہے۔ جس وجہ سے وہ سخت قابل ملامت ہیں۔

میں جب بھی اس قسم کا اعتراض مسلم و غیر مسلم اخبارو ں میں پڑھتا ہوں۔ تو مجھے ان کی نابینائی اور بے بصیرتی پر رونا آتا ہے۔ کہ جو امر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہو سکتا ہے۔ اس کو وہ برعکس تکذیب کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ ان جملہ اندرونی و بیرونی نااہل معترضین کو عقلی و نقلی دلائل سے ملزم کر کے بتاؤں۔ کہ ایسے مدعیان نبوت کا ذبہ کا نبی صادق کے بعد دعویدار ہونا مدعی نبوت صادقہ کی صداقت کی دلیل ہے نہ کہ کذب کی۔ سنو اور کان کھول کر سنو!!

مسلمان کہلانے والوں کو جواب

او نااہلو! تمہارا یہ اعتراض کہ مرزا صاحب علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کرنے سے اب دوسرے لوگ بھی نبوت کے مدعی بننے لگے ہیں۔ جن کا دعویٰ نبوت باطل اور کذب ہے۔ اس لئے مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ نبوت بھی باطل ہے۔ نہایت نامعقول اور بے حیائی پر مبنی ہے۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی و قلبی) نے جب دعویٰ نبوت صادقہ کیا۔ تو حضورؐ کے بعد حضورؐ کی حیات میں بھی اور بعد وصال بھی بہت سے ایسے مدعیان نبوت کاذبہ کھڑے ہو گئے۔ جن کے نام لے لے کر آج آپ لوگ مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں پیش کرتے ہو۔ کیا مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت کرنا۔ اسود عنسی کا مدعی نبوت ہونا۔ ابن صیاد وغیرہ کا ادعاء نبوت تم کو یاد نہیں رہا۔ کیا اس وقت کے کفار بھی یہی نہ کہتے تھے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت نے ایسا دروازہ کھول دیا ہے کہ ہر کس و ناکس مدعی نبوت بن بیٹھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بھی انہیں مدعیان نبوت کاذبہ کی طرح تھا۔ پھر تم نے کونسا انوکھا کام کر دکھایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایسے فاتر العقل لوگوں کی مجنونانہ بکواسوں کو خدا کے صادق اور راستباز نبی مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کی دلیل قرار دیتے ہو؟ ہوش کرو۔ ایسے اعتراض مت کرو۔ جس کی زد سرور انبیاء محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑتی ہو۔ تم تو امت محمد صلعم ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ پھر ایسی احمقانہ بات کیوں منہ سے نکالی کہ خدا کے غضب کے نیچے آتے ہو۔ شرم کرو شرم۔

او نادانو! کیا تم اپنے عمل سے یہ ثابت نہیں کر رہے۔ کہ تمہیں سچائی اور خدائی کاموں سے دشمنی ہے۔ اور محض زبانی اسلام کا دعویٰ ہے اگر تم واقعی خدا کے دین کی خاطر اور نیک نیتی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب پر کمربستہ ہوتے تو تمہارا فرض تھا۔ کہ ان مدعیان نبوت

کچھ تو دوائے خاطر ناشاد کیجئے ✻ دل کو وقارِ قوم سے آباد کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کاذبہ کے خلاف بھی تم وہی نمونہ عملاً دکھلاتے جو مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف رات دن دکھاتے رہتے ہو۔ کیا کبھی تم نے ان نبیوں کے خلاف جن کو تم تمسخر کے طور پر بار بار پیش کر کے خدا کے سچے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہو۔ کوئی جوش دکھایا۔ بتاؤ ان کی تکذیب میں کتنی کتابیں۔ اشتہار۔ اخبار۔ رسالے تم نے شائع کئے۔ ان کے خلاف تم نے کہاں کہاں جلسے کر کے تقریریں کیں۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ تمہیں خدا کے دین کا کوئی احساس نہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا دعویٰ نبوت کرنا کوئی سنگین جرم تھا تو احمد نور۔ مہر دین۔ عبداللہ۔ عبداللطیف۔ محمد فضل وغیرہ مدعیان نبوت و رسالت بھی تو اس جرم کے مرتکب ہیں۔ کیا ان سے لوگوں کو بچانا اور انکی تکذیب کرنا خدا و رسول کی خوشنودی کا موجب نہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو خدا کے نبی سے مخالفت ہے۔ نبوت کاذبہ سے کوئی مخالفت نہیں۔ ورنہ ضرور ان کے لئے بھی کفر کے فتوے۔ دجل کے رسالے ضرور نکالے جاتے پس اس کا جواب دو۔ کہ کیوں ان مدعیان نبوت کی تم تکفیر اور تکذیب نہیں کرتے۔ مگر خدا کے سچے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہو۔ جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ تم کو اگر عناد ہے تو خدا کے بھیجے ہوئے نبی صادق سے ہے۔ جھوٹے نبیوں سے تمہیں کوئی دشمنی نہیں۔ وہ تم کو پسندیدہ اور مسلّم ہیں۔

او دشمنو! تمہیں خدا کے اس قانون کی بھی خبر نہیں۔ جو قرآن مجید میں بطور سنت اللہ تم جیسوں کے متعلق بیان ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے سچے نبیوں اور رسولوں کے مقابلہ میں شیاطین الانس والجن کو خود کھڑا کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ سب ملکر خدا کے فرستادہ کے خلاف ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگا کر دیکھ لیں۔ کہ اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اور خدا کے کاموں کو کہاں تک روک سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ سنت اللہ قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے۔

(۱) وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا (پ ۸ ع ۱)

یعنے اسی طرح بنائے ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شیطان آدمیوں اور جنوں سے وہ سکھلاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو ملمع سازی کی بات فریب دینے کو۔ پھر پ ۱۹ ع ۱ میں فرماتا ہے۔

(۲) وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین۔ یعنے اسی طرح بنائے ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے۔

دیکھو یہ قانون الٰہی بتا رہا ہے۔ کہ جب بھی خدا تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ کو عہدہ نبوت و رسالت عطا فرماتا ہے۔ تو انسانوں میں سے شیاطین کو اس برگزیدہ کی مخالفت کیلئے کھڑا کر دیتا ہے۔ اس سے الٰہی منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف تو دنیا کے کیڑے اپنی ساری طاقت صرف کر کے خدا کے فرستادہ کا امتحان کر لیں کہ وہ ان کی نیش زنی اور بدگوئی کی کہاں تک پرواہ کرتا۔ اور اپنے دعویٰ میں کتنا مستزلزل ہوتا ہے۔ کیا وہ ان کی یورش اور متفقہ مخالفت سے گھبرا کر اپنے قدم پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ یا جوں جوں مخالفت بڑھتی ہے وہ آگے ہی آگے بڑھتا اور پورے استقلال سے اپنے دعاوی اور خدا کے پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ دوسری طرف ان مقابل میں کھڑے ہونے والے شیاطین کو معلوم ہو جائے۔ کہ اگر اس مدعی نبوت کے ساتھ کوئی بالائی طاقت اور وراء الوراء ہستی نہیں۔ تو پھر یہ اکیلا بشریت میں ہم جیسا انسان اتنی کثیر التعداد معاندین جانی کے سامنے کس طرح کھڑا رہ سکتا تھا۔ اگر اس کا دعویٰ انسانی منصوبہ اور شیطانی ڈھکوسلہ ہوتا تو ایک کی وارد دو سے اور دو کی چار سے ہو جاتی ہے۔ اس اکیلے تن تنہا بے یار و مددگار کو ہماری بڑی سے بڑی تعداد بھی پسپا نہیں کر سکی۔ تو لاریب یہ انسانی کام نہیں خدائی فعل ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک انسان کے کام کو دس بیس انسان بلکہ سو دو سو نہیں۔ لاکھ دو لاکھ انسان بھی ملکر نہ بگاڑ سکتے۔ اور اس کی ساری شیخی ایسی کرکری کر دیتے کہ وہ خود بخود اپنے منصوبہ اور فریب و دھوکہ کے دعوؤں کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا۔ پس یہ قانون الٰہی اس غرض کے لئے فرمایا گیا ہے۔ کہ دنیا پر خدا کے فرستادہ کی صداقت باوجود جہان بھر کی مخالفت کے ثابت ہو جائے۔ اور وہ سب شیاطین الانس جھک مار کر اپنی نامرادی اور ناکامی کو خوب دیکھ کر تھک جائیں۔ اور ہار جائیں مگر اس کو نہ ہرا سکیں۔

اب بتاؤ۔ کہ کہیں قرآن مجید میں ایسا قانون بھی خدا نے ظاہر فرمایا ہے۔ کہ جب کوئی نبوت کاذبہ کا مدعی بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ تو ہم اس کے مقابلہ میں اس کی مخالفت کے لئے مومنین اور علماء ربانیین اور صالحین کو دشمن بنا کر کھڑے کر دیا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ سب ملکر اس کی تکذیب و تکفیر و تذلیل و تضحیک کر کے اس کے چھکے چھوڑا دیں۔ یا کہیں ایسا فرمایا ہے کہ نبوۃ کاذبہ کے مدعیان کے مقابلہ میں علماء وقت اور خدا کے دین کے حامل اور شریعت اسلام کے ستون کہلانے والے مولوی ملانوں کو ہم ایسا خاموش کر دیا کرتے ہیں۔ کہ وہ کبھی ایسے مدعیان نبوت کاذبہ کے متعلق کسی قسم کی ہرزہ درائی یا یاوہ گوئی نہ کریں۔ بلکہ ایسی چپ سادھ لیں۔ کہ گویا مردہ ہو گئے ہیں۔ پس جب کہ قرآن مجید میں نہ تو یہ قانون الٰہی بیان ہوا ہے۔ کہ جھوٹی نبوت کے مدعیان کے لئے کوئی پاک گروہ مومنین و مسلمین علماء کا انکا دشمن بنا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے اور نہ یہ قانون بتایا گیا ہے کہ ایسی نبوت کاذبہ کے مدعیوں کے لئے ہم علماء وقت اور صوفیاء زمانہ

بارِ جفا ہے پہلے ہی حد سے بڑھا ہوا ٭ طرزِ ستم نیا نہ اب ایجاد کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو خاموش بٹھلا دیا کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی قانون مستقل طور پر فرمایا گیا ہے۔ تو وہ یہی ہے کہ سچے نبیوں کی ہی مخالفت کے لئے انسانوں میں سے شیاطین کو دشمن بنا کر کھڑا کر دیتے ہیں تو صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ جس مدعی نبوت کی متفقہ طور پر الکفر ملتہ واحدہ کے مطابق سب ملکر فرداً فرداً بھی اور اجتماعی طور پر بھی تکذیب کریں۔ وہی خدا کا صادق نبی اور رسول ہوتا ہے۔ اور جس کی کوئی مخالفت نہ ہو۔ وہ جھوٹی نبوت کے مدعی ہوتے ہیں۔

اِس قانون الٰہی کے مطابق تمہارا معاندانہ وجود دلیل صداقت مسیح موعودؑ ہے۔ کیونکہ حسب ارشاد الٰہی لکل نبی عدوًا۔ تمہارا ظہور ہوا ہے۔ اور شیاطین الانس کا تم کو خطاب ملا ہے ورنہ اپنے اس تکذیبی منصب کی قرآن مجید سے کوئی دلیل پیش کرو۔ جس کے مطابق تم وجود پذیر ہوئے ہو۔

رہا جھوٹی نبوت کے مدعیان کا پیدا ہونا۔ یہ دوسری دلیل صداقت ہے۔ مسیح موعودؑ کے سچے نبی اور خدا کے فرستادہ ہونے کی۔ کیونکہ سچا نبی جب دنیا میں مبعوث ہو کر دعویٰ کرتا ہے۔ تو اس کے بعد جھوٹی نبوت کے مدعی نکل آتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب وغیرہ نے دعویٰ کیا۔ یہ سمجھکر کہ اس شخص نے جو نبوت کا دعویٰ کر کے ایک بڑی جماعت اپنی تابع کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی اسی دعویٰ سے شہرت اور جماعت حاصل کر لیں لیکن چونکہ ان کا اس قسم کا دعویٰ یا تو فاتر العقل مخبوط الحواس ہونے اور دماغی عارضہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا کسی منصوبہ بازی اور جعلسازی سے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو خدا کی طرف سے نہ کوئی نصرت ملتی ہے نہ ان کو استقلال نصیب ہوتا ہے نہ شیطان کو اُن سے خطرہ ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی رحمانی جماعت ہو جائے گی۔ یا یہ نیک اور مومن صالحین و متقین کو اپنا دعویٰ منوا کر شیاطین کو ہلاک کر دینگے۔ اِس لئے شیاطین الانس میں ان کی مخالفت کی کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ صرف ان کا وجود ہی شیطان کے کھیلنے کے لئے محض سچے نبی کے خلاف استعمال کرنے کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ان کی مخالفت پر شیاطین کو کھڑا نہیں کیا جاتا۔ اور نہ شیاطین ان کی کوئی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا عدم وجود برابر ہوتا ہے۔

غیر مسلموں اور مسلموں کو مشترکہ جواب

دیگر آریہ وغیرہ غیر مسلم جو اس قسم کا اعتراض کرتے ہیں۔ وہ تو الٰہیات سے ناواقف اور جاہل محض ہونے کی وجہ سے معذور ہیں انہیں تو سوائے روح و مادہ کو شریک باری ٹھہرانے کے اور کچھ آتا ہی نہیں۔ وہ نہ الہام کو جانیں نہ رسالت کو پہچانیں۔ نہ نبوت کو مانیں۔ وہ تو وید کے بغیر دیکھے بھالے اور بلا سمجھے بوجھے منتروں پر شیفتہ ہیں۔ انہیں کیا خبر کہ نبی کیسے ہوتے ہیں۔ رسالت کس کو کہتے ہیں۔ خدا کی صفات کیا ہیں۔ انسانوں اور خدا کے درمیان کیا واسطہ ہے۔ ان بیچارے نیوگ کے دلدادہ اور روح و مادہ کو دو خدا ماننے والوں کو ان باتوں سے کیا تعلق۔ تاہم ان کی تنبیہ کے لئے کسی قدر لکھ دیتے ہیں۔ گو ہمیں ان کی فطرت سے امید نہیں۔ کہ وہ کسی صداقت کو تسلیم کر لیں۔ مگر ہم اپنا فرض ضرور ادا کرتے ہیں۔ آریہ وغیرہ غیر مسلم معترض غور سے سُن لیں۔ کہ جن لوگوں کو وہ مدعیان نبوت ٹھہرا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے دعویٰ کی تردید میں پیش کرتے ہوئے اتراتے ہیں۔ ایسے مدعیان کا وجود خدا کے فرستادہ کے لئے صداقت کا ایسا کھلا نشان ہے۔ جس کی تکذیب عقل سلیم کرنے سے عاجز ہے۔ اور وہ اس طرح کہ۔ اگر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے ہر شخص لوگوں کو اپنے دعوے منوا سکتا ہے۔ اور اپنے ساتھ ایک مستقل جماعت بنا سکتا ہے۔ اور دنیا میں عزت اور شہرت حاصل کر سکتا ہے۔ تو کیوں ان مدعیان نبوت کو یہ کامیابی نہیں حاصل ہوئی اور کیوں مرزا صاحب کو نبوت اور رسالت کے دعوے سے غیر معمولی شہرت۔ عزت۔ اور مستقل جماعت حاصل ہو گئی؟ ہمارے معترض بتائیں کہ مسٹر احمد نور۔ مسٹر مہر دین۔ اور مسٹر عبداللطیف۔ اور مسٹر محمد فضل کے ساتھ کتنی جماعت ہے۔ کس قدر ان کی عزت بڑھ رہی ہے۔ کہاں تک شہرت انہیں حاصل ہو چکی ہے۔ ان کا نام تو سوائے چند اخباری کالموں کی ایک آدھ سطر میں ہونے سے کوئی جانتا بھی نہیں۔ احمد نور بیچارہ معذور دن بھر سرمہ بیستا اور احمدیت کے ذریعہ اپنا پیٹ پالتا ہے۔ مہر دین غریب ہمارے برتن قلعی کر کے بال بچے کا گذارہ کرتا ہے۔ عبداللطیف اور تیجا پوری وغیرہ تو ایسی گمنامی میں پڑے ہیں۔ کہ ان کا ذکر و نام تک کہیں سننے میں نہیں آتا۔ کیا حضرت مرزا صاحب اور آپ کے مشن کا بھی یہی حال ہے۔ آج احمدیہ مشن سے تو آریہ سماج لرزاں۔ عیسائیت ترساں غیر احمدیت براساں۔ ہندویت پریشان ہو کر رات دن اس کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگا رہی ہے۔ مگر وہ کسی کے بس کی نہیں۔ احمدیت خدا کے فضل سے دن پر دن بڑھتی جا رہی ہے۔ اور تم سب فرقوں اور پنتھوں کو کھا رہی ہے۔ اگر مرزا صاحب کا دعویٰ بھی اسی قسم کا ہوتا جس قسم کا ان تمہارے نامبردگان کا ہے۔ تو ان کا بھی ایسا ہی حال ہونا چاہیئے تھا۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ مرزا صاحب علیہ السلام نے اسی دعویٰ مسیحیت و نبوت و رسالت کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ باوجودیکہ لاکھوں تم جیسے ان کے مقابلہ صف آراء تھے۔ جن سب کو پچھاڑ کر خدا کا پہلوان جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ بازی لے گیا۔ اور تم سے کچھ نہ بن سکا۔ سو خدا وند تعالےٰ

(بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۱۲ کالم اوّل)

اغیار تو کجا نہیں اپنے بھی خیر خواہ ٭ کس کس سے جا کے شکوۂ بیداد کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

مولوی محمد علی صاحب سے چند ضروری سوال !!

(از مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ)

پچھلے دنوں جبکہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے حنفی کہلانے والے اراکین جن میں سے بعض نے اپنے بعض سیاسی یا ذاتی اغراض کے ماتحت آجکل سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کا علم اٹھا رکھا ہے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم (خدا تعالےٰ اپنے رحم سے ان کی ستاری فرمائے اور انہیں اپنی وسیع مغفرت کے اندر لے لے) کو ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے انجمن مذکور کی ممبری سے علیحدہ کرنے کے درپے تھے۔ اسی انجمن کے دو ممبروں نے جن میں سے ایک مولوی احمد علی صاحب ہیں اور دوسرے میاں عبدالمجید صاحب بیرسٹر۔ الگ الگ چند سوالات مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پاس بھیجے۔ جن کے جوابات مولوی محمد علی صاحب نے اپنی انجمن کے اخبار پیغام صلح کے پرچہ ۳ر فروری ۱۹۳۶ء میں شائع کرائے ہیں۔

مولوی احمد علی صاحب مذکور کی طرف سے پہلا سوال یہ تھا۔ کہ

"یہ آپنے جب سے مرزا صاحب کی بیعت کی ہے تب سے لے کر آج تک آپ کا ان کے متعلق کیا اعتقاد ہے۔ کہ ان کا دعویٰ کیا تھا"

اس سوال میں مولوی احمد علی صاحب نے اس بات کو پورے طور پر واضح کر دیا تھا۔ کہ ان کا سوال مولوی محمد علی صاحب کے صرف بیعت کے روز کے عقیدہ کے متعلق اور پھر آج کے عقیدہ کے متعلق نہیں بلکہ بیعت کے روز سے لے کر آج تک کے تمام زمانہ کے ان کے عقیدہ کے متعلق ہے۔ جو (اگر مولوی محمد علی صاحب کی بیعت ۱۸۹۶ء سے سمجھی جائے۔ تو) قریباً چالیس سال کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور انہوں نے اس چالیس سال کے زمانہ میں سے ایک دن کو بھی اپنے سوال کے متعلق سے مستثنےٰ نہیں رکھا تھا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے۔ اس میں انہوں نے صرف اپنے یوم بیعت کا عقیدہ اور پھر آج کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ اور درمیانی زمانہ کے متعلق نفیاً یا اثباتاً قطعاً کچھ بھی نہیں لکھا اور اس زمانہ کے اپنے عقیدہ کو بیان نہیں کیا۔ حالانکہ مولوی احمد علی صاحب کا سوال تمام درمیانی زمانہ کے عقیدہ پر بھی حاوی تھا۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب ان کے اپنے اقرار کے مطابق "ایک ایسی لغو حرکت ہے۔ کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے۔ کہ جس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ .... متنازعہ امر کیا ہے۔ اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے۔" (ٹریکٹ مورخہ $\frac{9}{15}$ ۱۶ ص۸)

مولوی محمد علی صاحب نے مولوی احمد علی صاحب کے اس سوال کا حسب ذیل جواب دیا ہے۔

"یہ آپ (مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خاکسار ناقل) کے اپنے الفاظ میں آپ کا دعویٰ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا ہے"

(ازالہ اوہام ص۱۰۲۱)

"انہی اعتقادات پر میں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی اور اب بھی میرا یہی اعتقاد ہے"

(پیغام پرچہ ۳ر فروری ۱۹۳۶ء)

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تبدیلئ عقیدہ کے سوال کے زیر بحث آنے سے اور ان کے اپنے بیان کے ذریعہ اس بارہ میں اصل حقیقت کے از سر نو کھلنے سے بچنے کے لئے اپنے اس جواب میں اپنے روز بیعت کے عقیدہ اور پھر آج کے عقیدہ کے اظہار پر اکتفاء کر کے درمیانی عرصہ کے متعلق شہادت حقہ کے ادا کرنے سے پہلو تہی کی ہے اور اس طرح سے عملی طور پر اپنی تبدیلئ عقیدہ کو ثابت کر دیا ہے اور اپنے آپ کو خود اپنے ہی صادر کردہ اس فتویٰ کا مصداق قرار دیدیا ہے کہ انہوں نے "لا تکتموا الشہادۃ کی خلاف ورزی کی اور ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ اور من اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ کے ماتحت اثم اور اظلم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقہ کی ادائیگی کو موت سے بدتر سمجھکر اس کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ اس طرح شہادت کا اخفاء کر کے بھی وہ اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے۔ کہ انہوں نے اپنے عقیدوں میں تبدیلی پیدا کر لی ہے اور اب ان کے عقائد وہ نہیں جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم کے ایسے صریح حکم کے ہوتے ہوئے اپنے سابقہ عقائد کے متعلق شہادت کا انکار صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ مطالبۂ حلف کا جواب ان کے خلاف ہے۔"

(ٹریکٹ مورخہ $\frac{9}{15}$ ۱۶ ص۲)

فاروق کیا ہے بلبل باغ مجاہدین ٭ اس کو نہ یوں حوالۂ صیاد کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس مولانا کی خدمت میں بہ ادب التماس ہے۔ کہ اس اثم۔ ظلم۔ اخفاء شہادۃ حقہ اور قرآن کریم کے صریح حکم کی خلاف ورزی کے الزام سے اپنی بریت ثابت کرکے اور ہمارے ایک دیرینہ مہربان (یعنے اپنے نفس نفیس) کی اس سے براءت ظاہر کرکے ہمیں ممنون فرمائیں۔

دوسرا سوال۔ مولوی احمد علی صاحب نے مولوی محمد علی صاحب سے یہ کیا تھا کہ

"کیا آپ کا اعتقاد ان (مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خاکسار ناقل) کے متعلق شروع سے لے کر آج تک ایک ہی ہے یا کبھی بدلا۔ اگر ایک ہی ہے تو خیر۔ اگر بدلا ہے تو پہلے کیا تھا؟ اور بدلنے کی وجہ کیا ہے؟"

اِس سوال کا جواب مولوی محمد علی صاحب نے تین طور پر الگ الگ فقروں میں لکھا ہے **پہلا** جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ

(ا) "اس کا جواب سوال (۱) کے جواب میں آچکا ہے"

مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب افسوس ہے کہ راستی سے بالکل دور۔ اور سراسر خلاف بیانی اور مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ پہلے سوال کے جواب میں انہوں نے اپنے عقیدہ میں درمیانی زمانہ میں کبھی تبدیلی آنے یا نہ آنے کی نسبت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ نفیاً یا اثباتاً کسی رنگ میں بھی کچھ اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اس بارہ میں بکلی خاموشی اختیار کی ہے۔ پس اس کے متعلق مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ نمبر (ا) میں اس سوال کا جواب آگیا ہے کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اس جواب کی بناء پر انکی راستگوئی کی نسبت پیدا ہونے والے شبہ کا جلد سے جلد ازالہ کرنے اور اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

دوسرا جواب مولوی محمد علی صاحب نے مولوی احمد علی صاحب کے اس دوسرے سوال کا یہ دیا ہے۔ کہ

"(ب) اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں۔ تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں یہ تیس سال قبل کی **میری ذاتی تحریرات** سے انکا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بناء پر جو فتویٰ چاہیں دیں"

مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب میں دو باتیں قابل توضیح ہیں۔ اول یہ کہ **عقائد** کا تعلق تغیر پذیر خیالات کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ دائمی صداقتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس اگر ان کے اپنے اور ان کے ساتھیوں کے عقائد ایک ہی ہیں۔ اور وہ وہی عقائد ہیں۔ جو وہ تیس سال سے نہیں۔ بلکہ چالیس سال سے رکھتے ہیں۔ تو انہیں تیس سال قبل کے کہنا قابل استناد قرار دینے کے کیا معنے؟ البتہ اگر ان کے اپنے عقائد کچھ اور ہیں۔ اور ان کے ساتھیوں کے عقائد کچھ اور یا اگر ان کے اپنے عقائد آج کچھ ہیں اور آج سے تیس سال قبل کچھ اور تھے۔ تو اس صورت میں بے شک آج سے تیس سال قبل کی ان کی تحریرات سے ان کے ساتھیوں کا کوئی تعلق ہونا ضروری نہیں۔ لیکن اگر ان کے آج کے اور آج سے تیس سال قبل کے عقائد اور ان کے ساتھیوں کے عقائد ایک ہی ہیں۔ اور وہ اپنے فرقہ کے امیر بھی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی آج سے تیس سال قبل کی تحریرات کو ان کے ساتھیوں کے عقائد کا ترجمان نہ سمجھا جائے۔

دوسری بات جو ان کے اس جواب میں قابل توضیح ہے یہ ہے کہ ان کی آج سے تیس سال قبل کی جن تحریرات پر اس سوال کی بناء ہے وہ ان کی ذاتی تحریرات کیونکر سمجھی جا سکتی ہیں۔ جبکہ وہ سلسلہ احمدیہ کے ایک نمایندہ کی حیثیت میں لکھی گئیں۔ اور جنہیں انہوں نے ایک آدھ بار نہیں بلکہ سالہا سال تک مسلسل اور متواتر طور پر سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری کردہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی میں شائع کرکے سلسلہ کی طرف سے مشرق و مغرب میں پھیلایا۔ اور اُس رسالہ میں لکھ لکھ کر متواتر اور مسلسل طور پر انہیں شائع کیا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تعلیمات اور اپنے دعاوی کی اشاعت کی غرض سے خود اپنی طرف سے جاری کروایا تھا۔ اور جس کے اغراض و مقاصد اس کے پہلے ہی نمبر میں اس کے پراسپکٹس کے ضمن میں حسب ذیل بتائے گئے تھے۔

"ہم سب سے اول اس رسالہ میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایسا مصلح اس وقت کون ہے اور پھر ہمارے اس رسالہ کے اغراض میں سے دوسری غرض یہ ہے۔ کہ وہ مصلح کن دلائل اور نشانوں کے ساتھ اپنے تئیں منجانب اسلام ظاہر کرتا ہے۔ پھر تیسری غرض یہ ہے کہ اس کی اخلاقی تعلیم کیا ہے۔ چوتھی غرض یہ ہے کہ وہ کن اعتقادات کو سکھلاتا ہے۔ اور کن سے منع کرتا ہے۔ پانچویں غرض یہ ہے کہ وہ کن کن علوم اور معارف کو لایا ہے۔ اور اس کے معارف کس کتاب الٰہی کے موافق ہیں۔ اور اس سے نکلتے ہیں۔ چھٹی غرض یہ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لئے عمل اور سلوک کا وہ کیا راہ سکھلاتا ہے۔ یہی ستہ ضروریہ اصل اغراض اس رسالہ کے ہوں گے"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد اول نمبر ۱)

غرض مولوی محمد علی صاحب کا ان تحریرات کو اپنی ذاتی تحریرات قرار دے کر اپنے ہمخیالوں کو ان کی ذمہ واری سے باہر رکھنے کی کوشش کرنا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔

بس اِک نگاہِ لطف ہے اس درد کی دوا۔ کچھ تو جواب میں ہمیں ارشاد کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب ان تحریرات کی ذمہ واری سے اس عذر کے ساتھ اپنے آپ کو باہر رکھنے کی تو کوشش کر سکتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ میں نے سلسلہ کا ایک نمایندہ ہونے کی حیثیت سے لکھ کر شائع کی تھیں۔ اس لئے ان سے عام طور پر جماعت احمدیہ کے اس وقت کے عقیدہ کمیتعلق تو استدلال کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس وقت کے میرے اپنے عقیدہ کے ثبوت میں انہیں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر نمایندہ کے اپنے ذاتی خیالات ان لوگوں کے خیالات کے ساتھ اختلاف رکھتے ہوں۔ جن کا وہ نمایندہ ہے۔ تو نمایندہ ہونے کی حیثیت میں وہ اپنے ذاتی خیالات کو پیش کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ انہی لوگوں کے خیالات کی ترجمانی کرے گا۔ جن کا وہ نمایندہ ہے۔ (ہاں اس عذر کے پیش کرنے سے ان کے ایمان کی حقیقت ضرور ظاہر ہو جائے گی) لیکن وہ یہ عذر پیش کر کے تبدیلئے عقیدہ کے الزام سے اپنے ہم خیالوں کی بریت ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ یہ میری ذاتی تحریرات ہیں۔ جن کے ساتھ ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھی دو ہی قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو آج سے "تیس سال قبل" بھی احمدی تھے اور ان کی احمدیت کے زمانہ میں ان کی آنکھوں کے سامنے مولوی محمد علی صاحب کے زیر بحث مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ پس ان لوگوں کا اس وقت مولوی محمد علی صاحب کے ان مضامین کو مسلسل اور متواتر طور پر پڑھنے کے باوجود کبھی ان پر معترض نہ ہونا۔ بلکہ اس رسالہ کی اشاعت کو بڑھانے میں ساعی رہنا قطعی اور حتمی طور پر ثابت کرتا ہے کہ وہ لوگ بھی وہی عقائد رکھتے تھے جن کا مولوی محمد علی صاحب اُس رسالہ میں پراپیگنڈا کرتے رہے ہیں۔

اور دوسری قسم کے ان کے ساتھی اور ہم خیال وہ لوگ ہیں۔ جو ان کے پیدا کردہ فتنہ کے کھڑا ہونے سے پہلے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ سو ایسے لوگ اگرچہ براہ راست مولوی محمد علی صاحب کی زیر بحث تحریرات کی رو سے زیر الزام نہیں آتے۔ مگر بالواسطہ وہ بھی اس الزام کے نیچے ہیں۔ کیونکہ اول تو جس طرح ایک مادر زاد اندھا شخص سورج کا بالواسطہ علم رکھتے ہوئے اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ لوگ بھی ان تحریرات کے مضمون کی درستی سے انکار نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے لوگ ان بعد میں آنے والے لوگوں کے روحانی سلف ہیں۔ اور یہ لوگ ان سابقین کے خلف ہیں۔ اور سلف خلف کے لئے بطور وکیل ہوتے ہیں۔ اور سلف کی شہادتوں سے خلف انکار نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ لازماً انہیں ماننی پڑتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۷۴ و ۳۷۵ پر فرماتے ہیں۔

"سلف خلف کے لئے بطور وکیل ہوتے ہیں۔ اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔" پس مولوی محمد علی صاحب کا اپنے ہم خیالوں کی طرف سے یہ عذر پیش کرنا کہ "تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے انکار کوئی تعلق نہیں" اگر ایک مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے؟ امید ہے کہ مولوی صاحب اس مغالطہ سے بھی اپنی بریت ثابت کرنے کی تکلیف ضرور برداشت فرمائیں گے۔

تیسرا جواب

اس سوال کا مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ

(ج) "اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتویٰ کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ جس کو تیس سال کی قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو۔ شاید ہی مفید ثابت ہو۔ بالخصوص اس زمانہ میں جب علامہ سر محمد اقبال جیسے بلند پایہ انسان جسے آج سے چار سال پیشتر مسلمانوں کی ایک کمیٹی کا صدر بنائیں آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد صاحب کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ بتائیں۔ اسے آج کافروں کی جماعت قرار دیں۔ مناسب یہ ہے۔ کہ جو کچھ فتویٰ آپ دیں۔ وہ آج کی تحریرات پر دیں۔"

مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب کے متعلق دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک یہ کہ جب آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ کا عقیدہ ہمیشہ سے ایک ہی ہے۔ اور اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ جیسا کہ آپ نے اس بارہ میں گذشتہ بائیس سال کے عرصہ میں سینکڑوں دفعہ اعلان کیا ہے۔ اور ابھی گذشتہ سال میں آپ نے پہلے زبانی اور پھر تحریری اعلان کیا تھا کہ

"ہم بار بار کہتے ہیں۔ کہ عقیدہ ہمارا ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کے قائل نہیں۔" (پیغام ۱۴ مارچ ۳۵ء صفحہ ۹) تو آج سے تیس سال قبل کی آپ کی تحریرات کے ذریعہ سے آج آپ کو کیوں ملزم نہیں کیا جا سکتا۔ کیا گذشتہ تیس سال "ہمیشہ" کے اندر نہیں آتے۔ اور اگر آج سے تیس سال قبل کا عرصہ بھی "ہمیشہ" کے وسیع دائرہ کے اندر داخل ہے۔ تو ایک طرف آپ کا یہ دعویٰ کرنا کہ "عقیدہ ہمارا ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کے قائل نہیں" اور دوسری طرف یہ کہنا کہ "ایسا کفر کا فتوے جس کو تیس سال کی قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شاید ہی مفید ثابت ہو۔..... مناسب یہ ہے کہ جو کچھ فتویٰ آپ دیں وہ آج کی تحریرات پر دیں" کیونکر راستی پر مبنی ہو سکتا ہے؟

فاروق کی اپیل کو منظور کر کے آپ ❊ اس کو ہجوم رنج سے آزاد کیجئے (پیر احسن اسمٰعیل صدیقی گوجرہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری غور طلب بات مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب میں یہ ہے۔ کہ مولانا نے اس جواب میں آج تیس سال قبل کی اپنی تحریرات کی اپنے موجودہ عقائد سے وہی نسبت بیان کی ہے۔ کہ جو سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے متعلق سر اقبال کے آج سے چار سال یا سولہ سترہ سال قبل کے خیالات کی ان کے آج کے خیالات سے ہے۔ اور اس بات کو مولانا خود اسی جواب میں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے متعلق سر اقبال کے سابقہ خیالات اور حال کے خیالات بالکل متضاد اور متناقض ہیں۔ پس مولانا کا یہ جواب اس بات کا نہایت نہایت صاف نہایت واضح وصریح اور کھلا کھلا اعلان ہے کہ ان کے عقائد آج وہ نہیں جو آج سے تیس سال قبل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں تھے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر آج قریباً اٹھائیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے) اور ان کا یہ اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس رویا کی تعبیر کا ایک پہلو ہے۔ جو آپ کی صداقت کا بذات خود ایک زبردست ثبوت ہے اور وہ رؤیا یہ ہے۔

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

یہ رؤیا صاف طور پر بتا رہی ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے۔ جب مولوی محمد علی صاحب کی صلاحیت وتقویٰ۔ نیک ارادہ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ ان کا تعلق قصۂ ماضی ہو جائے گا۔ سو مولوی محمد علی صاحب کی آج کی تحریریں اور تقریریں نیز ان کا طریق عمل اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر زبردست گواہ ہے۔ علاوہ اس کے مولوی صاحب اپنی کتاب "تحریک احمدیت" میں اس بات کا صاف طور پر اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ اور ان کے ساتھی اپنے عقائد تبدیل کر کے جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں غیر احمدی طبقہ میں قبولیت اور رسوخ حاصل ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب کتاب مذکور کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں "گو بلحاظ تعداد کثرت فریق قادیان کو حاصل ہے۔ لیکن اثر اور رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں میں فریق لاہور غالب ہے جیسا کہ پادری کریمر نے اپنے مضمون مندرجہ **مسلم ورلڈ** اپریل ۱۹۳۱ء میں لکھا ہے۔ کہ

"لاہور والے جو اصل گروہ سے اس لئے الگ ہو گئے ہیں۔ کہ وہ بانی کا احترام بحیثیت مجدد کرتے ہیں۔ اور آپ کو نبی نہیں مانتے۔ اسلام کی رائے عامہ میں زیادہ مقبول ہیں۔"

اگر مولوی محمد علی صاحب نے یہ پادری کریمر کے الفاظ کا ترجمہ کرنے میں کسی قسم کے تصرف سے کام نہیں لیا۔ اور کریمر ہی کا بیان کردہ مفہوم بیان کیا ہے۔ تو اس کے اس بیان کا مدعا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فریق لاہور کے غیر احمدیوں میں زیادہ مقبول ہونے کی یہ وجہ ہے۔ کہ وہ مسئلہ نبوت کے متعلق اصل جماعت احمدیہ کے عقیدہ کو چھوڑ کر اس سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ اور اس علیحدگی اور اختلاف عقیدہ کی وجہ سے غیر احمدی لوگ انہیں اچھی نظر سے دیکھنے لگے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کے اندر احمدیت کی ایک ذرہ بھر بھی غیرت باقی ہوتی تو وہ پادری کریمر کے اس فقرہ کو پیش کر کے اس پر فخر کرنے کی بجائے اسے پڑھ کر اپنی حالت پر اور اپنے ساتھیوں کی حالت پر روتے اور اس سے تائب ہوتے۔

مولوی محمد علی صاحب نے مولوی احمد علی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں اس بات کو ناقابل اعتراض ثابت کرتے ہوئے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کوئی رکن حنفی المذہب نہیں بلکہ سب کے سب احمدی ہیں۔ اس بات کا صفائی سے اقرار کیا ہے کہ نہ تو وہ خود حنفی ہیں اور نہ ہی ان کی انجمن کے اراکین میں سے کوئی اور شخص حنفی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں "احمدیہ انجمن میں کوئی حنفی نہیں۔"

اس کے متعلق میں مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر یہ بات درست ہے کہ جو شخص احمدی ہو۔ وہ حنفی نہیں ہوتا۔ اور جو حنفی ہو اسے احمدی نہیں سمجھا جا سکتا۔ تو آپ نے اپنی کتاب **تحریک احمدیت** کے صفحہ پر یہ بات کس دیانتداری اور راست بازی کے ماتحت لکھی تھی کہ "حضرت مرزا صاحب ابتداء سے آخر زندگی تک علی الاعلان حنفی المذہب رہے ہیں۔" بالخصوص جبکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مکتوب مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

"میرے مخلص دوست منشی احمد جان صاحب (خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے)..... پکے حنفی تھے۔ اور ان کے مرید جو اس علاقہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سب حنفی ہیں۔ لیکن عالی خیال اور صوفی تھے۔ اس لئے ان میں تعصب نہیں تھا۔ میری نسبت وہ خوب جانتے تھے۔ کہ یہ حنفی تقلید پر قائم نہیں ہیں۔ اور نہ اسے پسند کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ خیال انہیں محبت واخلاص نہیں روکتا تھا۔" مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۵۳ و ۵۴

غرض جب ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زمانہ کی نہیں۔ بلکہ آپ کے دعوئ المسیحیت ومہدویت سے بھی پہلے کی تحریریں صاف اور صریح طور پر اس خیال کی تردید کر رہی ہیں۔ کہ آپ حنفی تھے۔ اور دوسری طرف خود مولوی محمد علی صاحب آپ کو زمرۂ انبیاء کا ایک عظیم الشان فرد اور

فاروق کے مہربانو! کیا اب تک آپ نے فاروق کی طرف توجہ نہیں فرمائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے کام کی عظمت اور نصرت الٰہی کی رو سے بے شمار انبیاء و رسل سے افضل تسلیم کر چکے اور لکھ چکے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ان کے حسب ذیل بیان سے ظاہر ہے۔

بموجب آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علےٰ بعض جیسا کہ مدارج فضیلت میں کمی بیشی ہوتی ہے ایسا ہی رسولوں کے کام بھی سب کے برابر نہیں ہوتے کسی کے سپرد بڑا کام ہوتا ہے۔ اور کسی کے سپرد چھوٹا۔ مثلاً جو کام ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا۔ وہ ایسا عظیم الشان کام تھا۔ کہ دوسرے کسی رسول کے سپرد نہیں ہوا۔ پس اس کام کی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تائیدیں اور نصرتیں بھی ایسی ہی عظیم الشان ہوتیں (۹) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی وعدہ تھا۔ کہ آنحضرت

جتنا بڑا کام کسی نبی کے سپرد ہوگا اسیقدر اسکی نصرت اور تائید بھی زیادہ ہوگی

صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل پر لوگ قادر نہ ہو سکیں گے۔ جیسا کہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید اور نصرت کے لئے یہ بھی ضروری تھا۔ کہ آپ کی حفاظت قتل سے کی جاتی۔ چنانچہ

آنحضرتؐ کے کام کی عظمت کیوجہ سے ہی آپ کو قتل سے محفوظ رہنے کا وعدہ دیا گیا تھا

مخالفین باوجود بار بار کے منصوبوں اور سخت کوششوں کے اور ہر طرح کی قوت کے اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ آپ کو قتل کریں۔

مسیح موعود کا کام بھی آنحضرتؐ کی طرح گذشتہ تمام انبیاء سے بڑھکر ہی اس لئے آپ کو بھی قتل سے محفوظ رہنے کا وعدہ دیا گیا!

ایسا ہی ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں یہ وعدہ فرمایا تھا جو چوبیس سال سے شائع ہو چکا ہے۔ کہ آپ کے قتل پر کوئی شخص قادر نہ ہو سکے گا۔ پس یہ بھی ایک تائید اور نصرت الٰہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے شامل حال ہوئی۔ اور یہ اسی رنگ کی تائید و نصرت ہے۔ جو ابتداء سے انبیاء علیہم السلام کے شامل حال ہوتی رہی۔" (ریویو ص ۱۱)

تو آج انکا آپکی حیثیت ایک غیر مامور بزرگ کی ایک مقلد کی بتانا اگر صریح ارتداد نہیں تو اور کیا ہے؟ اصل بات یہی ہے کہ انکے دل میں سے وہ ایمان اُٹھ چکا ہے۔ جس کے ماتحت انہوں نے حضورؑ کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ اور اب وہ اسی دائرہ ایمان کی رو سے مومن ہیں جو آج سے ۲۲ سال قبل انہوں نے خود ایجاد کیا تھا۔ اور جس کے رو سے انہوں نے آریہ۔ سکھ۔ دیو سماجی وغیرہ سب کے سب کو مومن اور مسلم قرار دیا تھا۔ ربنا

لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا
وھب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوھاب ط

ثنائی مشن

حضرت علی کی تضحیک

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء کے صدر پر "حضرت الامیر علی مشکل کشا" کی سرخی سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مضحکہ آمیز پیرایہ میں تذلیل کی گئی ہے۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اہل بیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا الزام دیا کرتے ہیں۔ اس مضمون سے اپنا جواب حاصل کر لیں۔ اور شرم کریں۔

اس مضمون کا اقتباس حسب ذیل ہے کہ

"حضرت الامیر نے زندگی میں کیا کیا مشکل کشائیاں کیں۔ دوسرے مذکورات چھوڑ دیئے۔ امر خلافت (الامیر) کو دیکھئے۔ ابوبکرؓ۔ صدیق کو "تمکین" نصیب ہوئی۔ اور جناب امیر کیونکر ہاتھ ملتے رہ گئے۔

صاحب! یہ تو دنیا و مافیہا کے مصائب کے گرہ کشا تھے۔ خود اپنے امر میں یوں الجھاؤ پڑ گیا اور نہ سلجھا سکے۔ ان کے بعد ان کے تمام ورثاء حضرات ائمہ کرام) اپنے مخالفوں کے ہاتھوں تلوار کے گھاٹ اوتارے گئے۔ ان کی مشکل کشائی ان کے کام بھی نہ آئی۔ کیا انہوں نے آپ سے استمداد نہ کی تھی۔ یا انہوں نے سنا ہی نہیں۔ اور سنا تو ٹال دیا۔ یہ کہہ دیجئے کہ مقدر یہی تھا۔ مگر دوست یہ طفل تسلیاں ہیں عہد حاضرہ کی اس مصیبت عظمیٰ کو دیکھئے کہ ابن سعود نے تمام قبوں کو جس میں سیدہ (فداہ ابی و امی) تک کا روضہ تھا۔ زمین سے ملا دیا۔ محبان علی نے ہندوستان سے بھی دوہائی دی۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ پر کچھ نہ ہوا۔ اور کیوں ہوتا۔ مرنے کے بعد کون کسی کی سن سکتا ہے۔ اور کیا امداد بہم پہنچا سکتا ہے۔

رسول کریمؐ تنگ آکر مکہ کو چھوڑ رہے ہیں۔ یہ ہجرت کا واقعہ ہے۔ حضرت علی کو علم ہے۔ آپ انکو بلا کر امانتیں تفویض فرماتے ہیں۔ اپنے بستر پر سونے کا حکم دیتے ہیں۔ محبان علی کو اس امر پر تو اتنا ناز ہے کہ خود انہی سے سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ مگر یہ خیال

سلسلہ کے ہمدردو! کیا فاروق سے آپ کو مطلق ہمدردی نہیں ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں آتا۔ کہ اس وقت مشکل کشائی کہاں محو خواب تھی۔

جنگ اُحد کے بیان شیریں سے شیعی طماع علاوت افروز ہوئے جا رہے ہیں۔ کہ تمام صحابہ بُزدل کوہی کی طرح بھاگ نکلے سہی۔ مگر اس میں حضرت علی کے لئے کیا مزیت۔ رسول خدا کا دانت شہید ہو گیا۔ خُود سر مبارک میں دھسنے لگا۔ طلحہ کی انگلیاں کٹ کٹ کر گرنے لگیں۔ مگر جناب مشکل کشا صاحب سے نہ تو رسول (اکرم) کی حفاظت ہو سکی۔ نہ آپ کے محافظین کو بچا سکے۔

اب بہت آگے بڑھ آئیے۔ سانحہ کرب و بلا کو دیکھئے۔ امام الشہداء کی یہ عمر ۶۳ سال۔ عورتوں اور ننھے بچوں کا ساتھ۔ انصار کی یہ قلت۔ مخالفین کا اس حد تک کا غلبہ۔ آخر ش کیا ہُوا۔ واللہ۔ زہرہ آب آب ہُوا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ! مگر یہاں بھی مشکل کشائی نہ ہو سکی۔

اور بنفسہ حضرت الامیر (کرم اللہ وجہہ) کی جنگیں ہیں۔ جمل کا نقشہ ہے۔ اس میں کس طرح کامیاب ہوئے ؟

مدمقابل کیسا جرنیل تھا۔ صِفّین کو دیکھئے۔ امیر معاویہ کے مقابلہ میں کیا پیش آیا۔ کہ صلح کے لئے اُتر آئے۔ فیصلہ خلاف ہُوا۔ تو اس سے انکار کر بیٹھے۔ اور خلافت کوفہ میں آکر کرنے لگے۔ ان کے بعد جنگ نہروان پیش آئی۔ وہاں کا نقشہ دیکھئے۔ اتباع نے کیا کیا پریشان کیا۔ اور کسی گتھی کو آسانی سے نہ سُلجھا سکے۔ یہ مشکل کشائیاں نہیں ہے (الحدیث)

غیر احمدی مشن

اہل سُنّت والجماعت کہلانے والوں کے عجائبات!

فرشتوں۔ عرش۔ کُرسی۔ پیدائش زمین جوار بھاٹا کی حیرت انگیز تشریح!

"فلاح دارین" نام ایک کتاب ایک مولوی صاحب نے جن کا نام نامی اور اسم گرامی مولوی محمد علی خان تھا۔ اور رام پور کے باشندہ تھے۔ مگر فوت ہو چکے ہیں۔ تالیف فرمائی تھی۔ جس کو بعد نظر ثانی ایک دوسرے مولوی نے جن کا اسم شریف مولانا ظہور احمد شاہجہان پوری ہے۔ اور آپ چیف ایڈیٹر رسالہ "دین و دنیا" کے ہیں ۲۴ء میں شائع کیا۔ اس کتاب فلاح دارین میں اپنے مایہ ناز فرشتوں اور عرش وغیرہ کے متعلق جو حالات رقم فرمائے ہیں۔ وہ امیر حمزہ کی داستان" یا "فسانہ آزاد" سے بھی بڑھ کر عجائبات ہیں۔ جن کو ہم ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ ہمارے احباب ملاحظہ کریں۔ کہ یہ وہ علماء ہیں۔ جن پر آج کے مسلمان فخر کرتے ہیں۔ جن کا وجود اس بات کا مقتضی تھا کہ خدا کی طرف سے کوئی مصلح پیدا ہو کر اسلام کے چہرہ سے ان دھبوں کو دور کرے۔

عرش کی صفت میں فرماتے ہیں "ہر روز اس کو ستر ہزار نور کا رنگ پہنایا جاتا ہے۔ عرش کے ایک پایہ سے دوسرے پائے تک اتنی مسافت ہے کہ تیز پرندہ تیس ہزار برس میں اسکی مسافت کو طے کرے۔ فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہیں ان کے ٹخنے سے ایڑی تک ۵۰۰ سو برس کی راہ ہے۔ اور کان کی لو سے کندھے تک سات سو برس کی راہ ہے۔ اور ان کے سر عرش سے اوپر نکلے ہوئے ہیں۔ جن فرشتوں نے کُرسی اٹھائی ہوئی ہے۔ چار ہیں۔ ہر فرشتے کے چار منہ ہیں۔ اور ان کے پاؤں اس چٹان پر ہیں۔ جو زمین کے نیچے پان سو برس کی راہ ہے۔ ایک فرشتہ آدم علیہ السلام کی شکل کا ہے۔ ایک فرشتہ بیل کی صورت کا۔ ایک فرشتہ شیر کی صورت کا اور ایک گرگس کی شکل کا" جس کو پنجابی میں (چیل) کہتے ہیں۔ سبحان اللہ کیسی عجیب لطیف تفسیر بیان ہو رہی ہے۔ مولوی صاحب کا معائنہ حیرت انگیز ہے۔ شاید آپ مسیح ناصری کے پاس بہت عرصہ تک سکونت پذیر رہے ہیں۔

افلاک کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ کہ "پہلا آسمان پانی کا جھاگ ہے۔ دوسرا سفید موتی۔ تیسرا لوہے کا۔ چوتھا پیتل یا تانبے کا۔ پانچواں چاندی کا۔ چھٹا سونے کا۔ ساتواں یاقوت سرخ اور اس کے اوپر نور کا جنگل ہے"

آج کل سائنس دان جو آسمان کو حد نگاہ سمجھتے ہیں۔ اور وہ محقق لوگ جو ستاروں میں آبادی ثابت کرنے کے لئے جان جوکھوں میں ڈال رہے ہیں ان کو چاہیئے۔ کہ اگر آسمان کے حالات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کے پاس جلد پہنچ جائیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو چوتھا آسمان صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ پیتل کا ہے یا تانبے کا۔ جہاں مولانا نے اتنی تحقیق سے عالم اسلام کو بہرہ ور کیا ہے جلد از جلد ملک

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اسامیوں کے لئے مقابلہ کا امتحان

انڈین پولیس میں بھرتی کیلئے مقابلہ کا امتحان پبلک سروس کمشن کے ماتحت الہ آباد۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ لاہور۔ پٹنہ۔ رنگون اور مدراس میں یکم ستمبر ۳۶ء کو ہونا قرار پایا ہے۔ شمولیت امتحان کے لئے عرضیاں پہنچنے کی آخری تاریخ یکم مئی ۳۶ء ہے۔ درخواست کے فارم اور دیگر حالات لوکل گورنمنٹوں کے دفاتر یا پولیٹیکل افسر

میرے کرم فرماؤ! کیا فاروق کی اپیل آپ کے خیال میں قابل جواب نہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چہارم کا صحیح پتہ لگائیں۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب ہرگز ناامید نہیں پھرینگے۔ کیونکہ مسیح ناصری اِسی آسمان پر بقول آپ کے براجمان ہیں۔ پس صرف خط لکھنے کی دیر ہے۔ اور یہ بھی فرمائیے۔ کہ آپ نے تو نور کے جنگل بھی ماشاء اللہ دیکھے۔ مسیح علیہ السلام کے ساتھ کوئی راز دار بات نہیں کی۔ اور آنجناب کا دنیا میں تشریف لانے کے متعلق کیا خیال ہے اگر آپ فلک چہارم پر جائیں۔ تو براہ نوازش ان سے گذارش کر دینا۔ کہ جلدی تشریف لاکر اہل ہوش علماء کو خزانے تقسیم کر کے انکی دعا کے مستحق ہوں۔ کیونکہ موجودہ حالت علماء کی بہت بدتر ہو چکی ہے۔ دیدہ باید۔

جوار بھاٹا کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ کہ حبب اللہ تعالےٰ نے زمین کو پیدا کیا۔ تو عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ ساتوں زمینوں کے نیچے چلا گیا۔ اور ان کو اپنے کاندھے پر رکھ لیا۔ اُس فرشتے کا ایک ہاتھ مشرق میں دوسرا مغرب میں ہے۔ پھر اُس فرشتے کے لئے جنت سے پاؤں ٹھیرانے کے لئے ایک بیل بھیجا۔ جس کے چالیس ہزار سینگ اور چالیس ہزار پاؤں اور اس کی کوہاں پر فرشتے کے پاؤں رکھنے کی جگہ مقرر کی۔ مگر اس پر اس کے پاؤں نہ ٹھہر سکے۔ تو ایک چٹان یاقوت سبز کی جس کا دل پانسو برس کی راہ ہے۔ جنت الفردوس سے نازل کیا۔ اس بیل کے سینگ اطراف زمین سے باہر ہیں اور نتھنے دریا میں ہیں۔ وہ روز ایک سانس لیتا ہے۔ جب وہ چھوڑتا ہے۔ تو دریا بڑھ جاتا ہے۔ اور جب سانس کھینچتا ہے۔ تو دریا گھٹ جاتا ہے۔ اسی کو مدرجزر یا (جوار بھاٹا) کہتے ہیں۔ اس بیل کا منہ کھلا ہوا ہے۔ جب قیامت سے کچھ پہلے سب دریا خشک ہو جائیں گے۔ تو یہی وجہ ہوگی کہ ان کا پانی اس بیل کے منہ میں چلا جائے گا۔ پھر اس بیل کے پاؤں ٹھہرنے کے لئے ایک چٹان پیدا کی۔ جس کا دل ساتوں آسمان اور زمینوں کے برابر ہے۔ اس پر اس کے پاؤں ٹھہرے۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی لوشیا نام پیدا کر کے چٹان اس کی پیٹھ پر رکھی۔ باقی بدن اس کا کھلا ہوا ہے۔ وہ مچھلی دریا پر اور دریا ہوا پر اور ہوا قدرت پر ہے۔ ایک روز ابلیس نے اس مچھلی کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہ تجھے کچھ خبر بھی ہے۔ کہ تیری پیٹھ پر تمام انسان۔ حیوان وغیرہ ہیں۔ اگر تو پیٹھ کو ذرا حرکت دے۔ تو ان سب کو گرا کر چھوٹ جائے۔ اس نے جب یہ قصد کیا تو اللہ تعالےٰ نے ایک جانور پیدا کیا۔ جو اس کے نتھنے کی راہ سے دماغ میں گھس گیا۔ اور مچھلی نے فریاد کی تو وہ نکل آیا۔ اب وہ جانور اس کے منہ کے سامنے ہے۔ جب مچھلی ارادہ کرتی ہے۔ تو جانور دماغ میں گھس جاتا ہے۔ ورنہ سامنے بیٹھا رہتا ہے۔

"فرشتوں کی ہزارہا زبانیں اور ان کے جسم پر ہزارہا بال ہیں۔ ہر بال میں ہزارہا اور منہ ہیں۔ اگر تمام دنیا کے دریاؤں۔ سمندروں کا پانی ان کے سر پر ڈالا جائے۔ تو ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرے۔"

قارئین کرام۔ یہ عقیدہ ہے۔ جو نام نہاد علماء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف صحیح اسلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ خدا کی ذات محدود۔ عرش محدود ایسے لایعنی عقیدے پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ملائکہ پر ایمان نہیں لاتے۔ اگر موجودہ زمانہ میں ایسے مسائل اور بے ہودہ عقائد اور من گھڑت تعبیریں نہ بنائی جاتیں۔ تو پھر حضرت اقدس مبعوث ہی کیوں ہوتے۔ اسلام تو سچا ہے۔ اور بغیر نقص اور تغیر و تبدل کے تا قیامت رہے گا۔ مگر وہ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جب علماء موجود ہیں۔ تو پھر نبی کی کیا ضرورت۔ وہ لوگ غور کریں۔ کہ انہی علماء کے ہاتھوں اسلام ترقی کریگا۔ اور اسی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرینگے جو ایسے افسانے لکھ کر غیر مذاہب کو ہنسی کا موقع دے رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیعت مسیح موعود میں داخل فرما کر ان خرافاتِ علماء سے مامون کیا۔ (عنایت بخاری لائلپوری)

امراضِ دندان کا پائیرس بکس

اس بکس میں چار قسم کی دوائیاں ہونگی جن کو یکے بعد دیگرے استعمال کرنے سے دانتوں کی تمام امراض دور ہونگی۔ منہ کے اندر کے تمام گندے مادے اور فاضلہ رطوبتیں۔ پائیوریا کے جراثیم ہلاک ہو جائیں گے پائیرس لوشن نمبر ۱ و نمبر ۲۔ پائیرس پوڈر۔ پائیرس کریم۔ قیمت بعہ علاوہ محصولڈاک

نوبہار جوب کھانسی کھانسی خواہ کتنی پرانی ہو یا کالی کھانسی ہو۔ یا تپ دق کی کھانسی ہو۔ یہ گولیاں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ ۵۰ گولی کی قیمت صرف ۱۲ر آنہ

سینہ کمزور جن احباب کا سینہ خواہ کسی وجہ سے کمزور ہو۔ ہمیشہ نزلہ۔ زکام کا مریض رہتا ہو۔ چار آنہ کا ٹکٹ بھیجکر ۲۱ روز کی دوائی مفت بلا قیمت طلب فرمالیں ٭ والسّلام

(فقیر احمد خان حکیم حاذق ماہر امراض دندان)

(جالندھر چھاؤنی پنجاب)

مذہبی ڈاکو کی ضبطی امرت سر ۱۲ر مارچ۔ مقامی سی۔ آئی۔ ڈی نے "مذہبی ڈاکو" نامی کتاب کی برآمد کے لئے شنائی برقی پریس اور مولوی عبدالکریم مباہلہ کے ناولٹی ہاؤس واقع حال بازار امرتسر کی تلاشی لی سا دل الذکر مقام سے ۲۔ اور آخر الذکر سے ۴ جلدیں برآمد ہوئی ہیں ٭ (الفقیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ مضمون صفحہ ۴)

کی مشیت و مصلحت سے ایسے مدعیان نبوت کاذبہ کا وجود موجود ہوتا ہے۔ تاکہ حق و باطل میں نمایاں فرق ہو جائے۔ اور تم جیسے جاہل و عاقل ہر سمجھ کا انسان مشاہدہ کرلے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت و رسالت بھی انسانی منصوبہ یا پاگلانہ بڑ ہوتا تو ان کا بھی یہی حشر ہوتا جو آج تک تم احمد نور، مہر دین عبداللطیف۔ محمد فضل وغیرہ کا دیکھ رہے ہو کہ کسی کو کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ ان میں سے بعض دماغی عارضہ سے معذور ہیں۔ اور بعض فریب خوردہ اور بر خود غلط شیطانی پنجہ میں پھنس رہے ہیں۔ جن کے ساتھ خدائی قانون برتا جاتا ہے کہ وہ بوجہ معذوری قابل خطاب یا لائق جواب ہی نہیں نہ انکے مقابلہ کی ضرورت نہ ان کی تکذیب کی حاجت۔ وہ تو مرفوع القلم ہیں۔ اور صرف تم جیسوں کے سمجھانے کے لئے ان کا وجود موجود ہوا ہے تاکہ تم عقل سے حصہ رکھتے ہو تو سوچو کہ مرزا صاحب کے اور ان کے دعاوی میں کیا فرق ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ

ایسے معترضین کے لئے چاروں طرف سے موت ہی موت ہے۔ ایک موت اون کا خدا کے راستباز نبی کی تکذیب کے لئے معاندانہ وجود حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہے۔ بروئے قانون الٰہی دوسری موت جھوٹی نبوت کے مدعیوں کا وجود ہے۔ کہ اس سے بھی مرزا صاحب کی نبوت کی صداقت ثابت ہوتی ہے کہ دعویٰ نبوت کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ کہ جو چاہے اُٹھ کر کردے۔ اور کامیاب ہو جائے۔ تیسری موت ایسے نبیوں کی تکذیب و تکفیر نہ کرنا اور خاموش بیٹھ جانا دلیل ہے کہ مخالفت سچے نبی کی ہوا کرتی ہے نہ کہ جھوٹوں کی۔ چوتھی موت مرزا صاحب کی غیر معمولی کامیابی اور دن دُگنی رات چوگنی ترقی ہے جو ان مدعیان نبوت کاذبہ میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ اگر از خود دعویٰ نبوت کر دینا ہی کوئی حقیقت رکھتا تو ان میں سے بھی کسی نہ کسی کو کچھ تو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوتی پس[۴]

(ضیاء الاسلام پریس قادیان سے شائع کیا)

[۴] یہ چار موتیں ہیں۔ جو مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کیواسطے دم نقد حاضر ہیں۔ خواہ وہ اندرونی مخالف ہوں۔ یا بیرونی سب اس میں حصہ رسدی شریک ہیں۔ فللّٰہ الحمد

کتب فاروق بک ایجنسی

محصولڈاک بذمہ خریدار

قرآن مجید بلفظہ زبر زیر نالقرآن المترجم مجلد ۸ر

حمائل شریف معرّا۔ نہایت خوشخط مجلد عمدہ ۱ر

حمائل شریف مترجم " " مجلد عمدہ ۱ر

حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام والصلوٰۃ کی مشہور و معروف کتاب مجلد ۸ر

ازالہ اوہام ہر دو حصہ غیر مجلد عمدہ

قتل مرتد۔ از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے عمدہ

آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب عمدہ

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد۔ مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے۔ قیمت صرف ۱۰ر

تحفہ مسترِیان۔ مستری عبدالکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات ۵ر

ہدایات زرین برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ ۵ر

بطالوی کا انجام۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت۔ قیمت صرف ۴ر

چھوت کا بھوت۔ ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف۔ قیمت ۰۲ر

خلافت محمود و مصلح موعود امیر پیغام کا جواب۔ ۸ر

مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار قیمت ۴ر

تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب ۶ر

صادق کلمات مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب ۴ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے۔ قیمت صرف ۴ر

التشریح الصحیح۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب ۸ر

بحر حقیقت۔ غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب ۴ر

تنقید صحیح۔ فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف۔ قیمت صرف ۸ر

مشین گن رد آریہ میں لاجواب تصنیف ۴ر

ویدک توحید کا آئینہ۔ رد آریہ ۲ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱ر

دھرمپال کا کچا چٹھہ۔ رد آریہ ۱ر

ملنے کا پتہ فاروق بک ایجنسی قادیان